اللّٰہُ نُورُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ مَثَلُ نُورِہٖ کَمِشْکٰوۃٍ فِیْہَا

جلد ۶ — نمبر ۲۲

مصباح

زنانہ اخبار مہینے میں دو بار

۱۵ نومبر ۱۹۳۲ء — چندہ سالانہ دو روپیہ — ۱۵ رجب المرجب ۱۳۵۱ھ

ایڈیٹر قاضی محمد ظہور الدین اکمل

قادیان دارالامان سے یکم و پندرہ کو شائع ہوتا ہے

فہرست مضامین

والدین کس طرح سکول کی امداد کر سکتے ہیں	استانی امۃ العزیز صاحبہ	۳-۴
سمندر کے آنسو	(ترجمہ) ج-ہ	۶-۸
زوجین کی نااتفاقی نمبر ۳	ایک جرنلسٹ کے قلم سے	۸-۱۱
شفقت علیٰ خلق اللّٰہ	محترمہ سردار بیگم صاحبہ قادیان	۱۱-۱۲
رپورٹ سہ ماہی گرلز سکول احمدیہ سیالکوٹ	سیکرٹری لجنہ سیالکوٹ	۱۲-۱۴
زار روس کے عہد میں روسی عورتوں کی حالت	(ماخوذ)	۱۴-۱۸
اچھوتوں سے ہندوؤں کا سلوک		۱۴-۱۸

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بھائی عبدالرحمٰن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام سٹیم پریس قادیان میں چھاپ کر مالکان کیلئے قادیان سے شائع کیا

تجلی صبح

کیسا کیف آور سماں ہے اس تجلی زار میں
نغمے بکھرے جا رہے ہیں دامنِ کہسار میں

نرم رو بادِ صبا دیتی ہے پیغام حیات
روح کی بالیدگی پنہاں ہے اس رفتار میں

نور کے تڑکے نے ظلمت کو شکست فاش دی
ہو کے شرمندہ چھپایا منہ کو اس نے غار میں

سورۂ والنور کی تفسیر ہے اب روبرو،
جس کا جی چاہے اسے پڑھ لے وہ لالہ زار میں

ابرِ رحمت جھک رہا ہے اہل دنیا کیطرف
الفتِ داور کبھی آتی ہے انساں کیطرف

یہ زمیں، یہ آسماں اک نور سے معمور ہے
ظلمتِ شب اب تصور سے بھی کوسوں دور ہے

آ رہی ہیں چمن کے جنت کی ہوائیں ارض پر
اک حسین جلوے نے عالم کو کیا مسرور ہے

دلکش رنگینیاں سطحِ فلک پر ہیں رواں
آسمانِ نیلگوں نظروں سے اب مستور ہے

جھلملاتے ہیں افق پر کچھ سنہرے تارے سے
کیا تعجب ہو یہی وہ حسن، جو مشہور ہے

مست بے خود حمد ریزی میں طیورِ خوش گلو
خالقِ تکوین کی حمد و ستائش چار سُو،

خوبصورت تتلیاں پھولوں پہ ہیں ہر دم نثار
صنعتِ قدرت پہ شاید کر رہی ہیں جاں نثار

صاف اور شفاف جو ہے۔ اسقدر یہ آب جُو
کیا دلِ با صد صفا کا عکس ہے آئینہ وار

چپّا چپّا سو فرشِ زمرّد پر چمکتے ہیں گہر
ہے فلک نے یہ خراجِ حُسن بھیجا آبدار

لرزشِ ہر برگ گل میں ہے ندا صلِّ علیٰ
نور کو سینے میں بھرنے کے لئے غنچہ کھلا

نغمۂ تحمید میں ڈوبی ہوائیں سر بسر
غلغلہ توحید کا پھیلا فضائے دہر پر!

مسجدوں سے گونجتا ہے نعرۂ تکبیرِ حق،
اور جبینِ شوق سے مچلے ہیں سجدے خاک پر

اہلِ حق جی کھول کر کرنے لگے راز و نیاز
رحمتِ ربّی نے دامن کر دیا ہے پُر ثمر!

ہے فروزاں مشعلِ امید عین یاس میں
صبحِ صادق کی سپیدی نے ہیں کھولے سب خطر

کسقدر ہے روح پرور یہ فضا کو ترنما،
اُٹھ شمیمہ تو بھی اُٹھ کر شکر باری کر ادا،

خاکسارہ شمیمہ [illegible]

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

مصباح

قادیان دارالامان مورخہ ۱۵ نومبر ۱۹۳۲ء

والدین کسطرح سکول کی امداد کرسکتے ہیں

مندرجہ بالا ہیڈنگ یعنے "والدین کس طرح سکول کی امداد کرسکتے ہیں" سے متعدد ناظرات کے دل میں خیال پیدا ہوسکتا ہے۔ کہ شاید یہ کسی مالی امداد کا مطالبہ ہوگا نہیں۔ اسکے برخلاف میرا مطالبہ علمی امداد کا خواستگار ہے۔ اور اسقدر معمولی اور ساتھ ہی اسقدر اہم ہے۔ کہ اگر ہر ایک احمدی پر یہ مطالبہ فرض قرار دے دیا جاوے۔ تو ہر ایک امیر سے لیکر غریب تک بآسانی اسپر عمل پیرا ہوسکتا ہے +

گو آپ کو یہ بتانا کسی حد تک بے ضرورت ہی ہے۔ لیکن پھر بھی میں عرض کئے دیتی ہوں۔ کہ پیدائش کیوقت انسانی حالت بالکل ایک نئے اگے ہوئے پودے کی مانند ہوتی ہے جسے اچھی طرح بڑھانے اور درخت بنانے کے لیے ایک مالی وقتاً فوقتاً طرح طرح کے سہارے دیتا ہے۔ اور مختلف طریقوں سے اسکی کاٹ چھانٹ کرتا رہتا ہے۔ بعینہ یہی حالت بچہ کی ہے۔ پیدائش سے لیکر ایک خاص میعاد تک اسے برے بھلے کی کچھ تمیز نہیں ہوتی۔ اور زندگی کی یہ منزل طے کرنے کیلئے ایک رہبر کی ضرورت ہوتی ہے۔ بچہ کو بھی ایک پودے کی مانند ہی انسانی رہنمائی کی حاجت ہوتی ہے۔ یعنے کہ اسکو دنیا و آخرت میں ایک کامیاب زندگی گزارنے کے قابل بنانے کے لیے اسکے والدین یا سرپرستوں کو مختلف پہلوؤں سے ان کی تربیت و نگہداشت کرنی پڑتی ہے۔ یعنے مذہبی۔ ملکی۔ اور قومی مدارج کے مطابق اسکی علمی۔ دینی۔ تمدنی لحاظ سے تربیت کرنی پڑتی ہے۔ عام طور پر علمی تربیت استادوں کے ذمہ اور تمدنی تربیت کسی حد تک والدین اور کسی حد تک استانیوں کے ذمہ اور مذہبی تربیت تمام تر والدین کے ذمہ ہوتی ہے لیکن جن مقامات پر قومی سکول ہیں۔ وہاں دینی تربیت بھی کافی حد تک سکول میں کی جاتی ہے۔

اسلیئے واضح رہے کہ ہمارے سکول میں بچوں کی دینی و تمدنی تربیت میں استانیاں اور مائیں برابر کی شریک ہیں۔ لیکن اگر مائیں استانیوں کے ساتھ۔ اور استانیاں ماؤں سے تعاون نہیں کرسکتیں۔ تو بچوں کی تربیت کسی حالت میں بہتر نہیں ہوسکتی۔ بلکہ اس کشمکش میں بچوں کی حالت بگڑ جاتی ہے۔ موجودہ نسل جو سکول میں تعلیم پاتی ہے۔ اس میں اکثر کی مائیں بالکل جاہل۔ اکثر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کم تعلیم یافتہ۔ اور بہت کم تعلیم یافتہ ہیں۔ اس لئے بچوں کی تعلیم میں ماؤں کی مدد حاصل کرنا بہت دشوار ہے۔ بیشک ہر سال جوں جوں لوگ تعلیم کیطرف زیادہ توجہ دیتے جاتے ہیں۔ ایسی مشکلات کم ہو رہی ہیں۔ تاہم موجودہ زمانہ کی مثال بعینہٖ ان دو پارٹیوں کی مانند ہے۔ جو ایک دوسرے کے برخلاف رسہ کشی کر رہی ہوں۔ تعلیمی بورڈ۔ سکول سٹاف۔ اور طلبا تو ایک طرف کھینچنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ اور تمام مائیں (روشن خیال اور تعلیم یافتہ مائیں اس سے مستثنیٰ ہیں) دوسری طرف کھینچ رہی ہیں۔ اگر یہ دونوں پارٹیاں ایک ہی طرف کو کھینچنا شروع کر دیں۔ یعنے سب ملکر کام کریں۔ تو طلباء کی حالت موجودہ حالت سے دس گنا زیادہ سنور سکتی ہے +

اسوقت سکاٹ لینڈ سکول سٹاف اور والدین کے درمیان تعاون قائم کرنے میں بہت ملکوں پر سبقت لے گیا ہے۔ ہمارے یہاں بھی والدین کو ان کی تقلید کرنی چاہیئے۔ اگر میں یہاں تعلیم کے اصل اغراض و مقاصد کا ذکر کروں تو کسی طرح بھی بیجا نہ ہوگا بلکہ آپکو آسانی سے معلوم ہو جائیگا۔ کہ آیا ہماری بچیاں اصل تعلیم حاصل کر رہی ہیں۔ یا یہ صرف نقل ہی ہے۔ تعلیم کا مقصد صرف کتابوں کا حفظ کر لینا اور پڑھنا لکھنا ہی نہیں ہے۔ بلکہ

تعلیم کے پانچ بڑے بڑے اغراض و مقاصد ہیں:-

اوّل۔ دینی و اخلاقی مقصد یعنے بچہ کو اپنے مذہب کے اسقدر معلومات حاصل ہوں۔ کہ مذہب کی پیروی وہ کسی اندھا دھند تقلید کے مطابق نہیں کر رہا ہے۔ بلکہ وہ اپنے مذہب پر سوچ سمجھکر عمل کر رہا ہے۔ اخلاقی تربیت کا یہ مقصد ہے۔ کہ بچے کو اس طریقے پر پرورش کیا جاوے۔ کہ وہ ہمیشہ نیکی کو پسند کرنے والا بنجائے۔ اس کے خیالات وسیع ہوں۔ اور بدی سے نفرت کرے۔ ایسی تربیت ہر امیر و غریب کے لئے یکساں ضروری ہے +

دوئم۔ علمی مقصد جس کا یہ مطلب ہے کہ بچے کو زمانہ ماضی۔ مستقبل اور حال کے حالات کیمتعلق کافی معلومات حاصل ہوں۔ یہ مقصد سکولوں میں لکھنے اور پڑھنے کی صورت میں پورا کیا جاتا ہے +

سوئم۔ چونکہ انسان ملنسار ہستی ہے۔ اسلئے اسے اکثر اپنے سے بڑوں۔ برابر والوں۔ اور چھوٹوں سے ملنے کا اتفاق پیش آتا رہتا ہے۔ اسلئے بچوں کی تربیت کے ساتھ اس بات کا بھی خیال رکھنا چاہیئے۔ کہ بچے آداب مجلس سے پوری طرح واقف ہو جائیں۔ یعنے ان کا برتاؤ ہر خورد و کلاں سے شریفانہ ہو۔ وہ اپنے سے بڑوں کا ادب کریں۔ اور ان کا حکم مانیں۔ موقع اور محل دیکھکر بات کریں۔ نیز وہ اپنے قومی۔ ملکی۔ اور مذہبی قواعد پر پوری طرح عمل کرنیوالے ہوں +

چہارم۔ ایک بچے کے لئے جسقدر ضروری علم حاصل کرنا۔ آداب سیکھنا۔ مذہبی احکام سے واقفیت حاصل کرنا ہے۔ اسی قدر ضروری صحت کا قائم رکھنا ہے کیونکہ اگرچہ بچہ کی صحت خراب ہے۔ تو وہ کسی طرح

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اپنی علمی۔ ادبی اور دینی واقفیتوں سے پورا پورا فائدہ حاصل نہیں کر سکتا۔ اسی غرض کو پورا کرنے کے لئے سکولوں میں مختلف قسم کے کھیل رائج کئے جاتے ہیں لیکن بدقسمتی سے ہمارے اکثر سکولوں میں گراؤنڈ کی کمی کیوجہ سے یہ مقصد بھی مکمل طور پر پورا نہیں ہو سکتا ماؤں کو چاہیئے۔ کہ بچوں کی صحت کا پورا خیال رکھیں۔ صفائی جو صحت کیلئے ایک نہایت ضروری چیز ہے۔ اسکا خاص خیال رکھیں۔ اور اسباق کا بھی خاص خیال رکھیں کہ اگر بچہ پڑھائی کیطرف اتنی زیادہ توجہ دیتا ہے جس سے اسکی صحت کے بگڑ جانے کا اندیشہ ہے۔ تو جب مناسب سمجھیں۔ بچے کو زبردستی پڑھنے سے روک دیں۔ لیکن یہ صرف بچے کی بہتری کی خاطر عمل میں لایا جاوے نہ کہ کسی ذاتی کام کی خاطر +

پنجم۔ پانچواں اور آخری مقصد تعلیم کا یہ ہے۔ کہ بچے کی تربیت ایسے طریقے پر ہونی چاہیئے کہ بڑا ہو کر اپنے اخراجات کو خود پورا کرنے کے قابل ہو سکے۔ بیرونی ممالک میں بیشک ایسی تربیت ہر زن و مرد کے لئے یکساں ضروری ہے۔ لیکن ہمارے ملک میں اس کا تعلق صرف مردوں کی ذات سے ہی ہے اسلئے اس مضمون میں اس مقصد کو زیادہ اہمیت نہیں دینی چاہیئے۔ باقی اول الذکر چاروں تعلیمی مقصد ایک اہم اور ایکدوسرے کیساتھ ایک گہرا لگاؤ رکھتے ہیں۔ چونکہ بعض مائیں بالکل جاہل ہوتی ہیں۔ یا بعض کو استعداد حاصل نہیں۔ جتنی کہ وہ اپنے بچوں کو حاصل کروانا چاہتی ہیں۔ یا خانگی معاملات ان کو اس طرف توجہ کرنیکی اجازت نہیں دیتے۔ اسلئے اگر علمی مقصد کے پورا کرنے کا پورا استانیوں پر ہی چھوڑ دیا جائے تو بہتر ہے۔ اور درحقیقت ہے بھی اسی طرح۔ باقی تینوں مقاصد یعنے دینی و اخلاقی سوشل اور صحت کے مقاصد کو پورا کرنے میں دونوں میں سے اگر ایک بھی کوتاہی کرتا ہے۔ تو یہ مقاصد ادھورے رہ جائینگے۔ اور ان مقاصد کے پورا کرنے کی استانیاں اور مائیں دونوں ذمہ وار ہیں۔ سکولوں میں ان مقاصد کو زبانی طور پر لکھاتے اور کسی حد تک ان پر عمل کرانے کی کوشش تو کیجاتی ہے۔ لیکن ان پر عمل کرنے کیلئے سب سے بہتر جگہ گھر یا دیگر مجالس ہیں۔ جہاں پر لڑکیوں کو اپنی ماؤں کی نگرانی میں اکٹھا ہونیکا اکثر اتفاق ہوتا رہتا ہے۔ اگر مائیں گھر پر ایسی باتوں کیطرف باقاعدہ توجہ دیں۔ تو ہماری لڑکیوں کی اخلاقی حالت کسی حد تک بہتر ہو سکتی ہے +

علاوہ بریں علمی مقصد کو پورا کرنے کے لئے بھی مائیں ہماری کافی مدد کر سکتی ہیں +

مائیں اسباق کا بھی خیال رکھیں۔ کہ ان کی بچیاں ہر روز باقاعدہ سکول میں حاضر ہوتی ہیں یا نہیں۔ اور کسی معمولی سے کام مثلاً سویاں بٹنے یا اسی طرح کے اور کسی کے کام کے لئے گھر پر نہ رہ جائیں۔ ایسے کام چھٹی والے دن بخوبی انجام پا سکتے ہیں +

دوئم۔ وہ دیکھیں کہ لمبی چھٹیوں کے بعد بچی پہلے ہی دن سکول میں حاضر ہو جاتی ہے۔ بجائے ایک دو ہفتہ دیر سے حاضر ہونے کے۔ جس دن

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سکول بند ہوتا ہے۔ ہر ایک ماں کو سکول کے کھلنے کی تاریخ معلوم کر کے اسکے مطابق چھٹیوں میں کہیں آنے جانے کا انتظام کرنا چاہیئے +

سوئم۔ ہر ایک ماں کو ذہن نشین کر لینا چاہیئے کہ بچے کے لئے کسی دور کے رشتہ دار کی شادی پر دس یا بارہ دن ضائع کرنے کی نسبت یہیں دس بارہ دن سکول میں حاضر ہونا زیادہ ضروری ہے۔ کیوں کہ سکولوں میں نئے سبقوں کا انحصار پچھلے سبق پر ہوتا ہے جس بچے کو پچھلا سبق نہیں آتا۔ وہ نیا سبق نہیں سمجھ سکتا۔ اسلئے جو بچے زیادہ غیر حاضر رہنے کے عادی ہیں۔ وہ جو وقت سکولوں میں گزارتے ہیں۔ وہ بھی ضائع ہونا ہی سمجھنا چاہیئے۔

چہارم۔ ہر ایک ماں کو زمانہ موجودہ کے تعلیمی طریقہ۔ جس میں بچے کی صحت۔ اخلاق اور دیگر مقاصد تعلیم کو علم حاصل کرنے کی نسبت زیادہ اہمیت دی جاتی ہے۔ سمجھنے اور اسکے مطابق عمل کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے +

پنجم۔ ہر ایک ماں کا فرض ہے۔ کہ وہ اس طرف خاص توجہ دے۔ کہ سکول کے بعد بچے ہر قسم کی بدصحبت کے اثرات سے محفوظ رہیں +

ششم۔ مائیں خیال رکھیں کہ بچے ہر روز جو اہیں کام گھر پہ کرنے کے لئے دیا جاتا ہے پورا کر کے لے جاتے ہیں۔ بلکہ تعلیم یافتہ طبقہ کی مستورات وقتاً فوقتاً بچوں کے کام کو دیکھتی رہیں اور اگر طریقہ تعلیم میں کسی قسم کا نقص ہو۔ تو اسے اپنے قیمتی مشورات کے ذریعہ دور کرنے کی کوشش کریں +

آخر میں میں خدا تعالیٰ سے دعا کرتی ہوں۔ کہ وہ مجھے اور آپ میں سے ہر ایک کو موجودہ بچیوں کی بہترین تربیت کرنے میں حصہ لینے کی توفیق عطا فرما دے۔ اور ہماری ان بچیوں کو جو آجکل سکول میں تعلیم پا رہی ہیں۔ احمدیت کی مایہ ناز بچیاں بنانے۔ اور قومی خادمات بنا کر ان کے وجودوں کو نافع الناس بنائے + آمین

(راقمہ امۃ العزیز معلمہ گرلز سکول قادیان)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سمندر کے آنسو

دور سمندر کے گہرے نمکین پانی کو آنکھوں پر جھکارتے ہوئے۔ اور سطح آب کی تازہ ہوا کیلئے دوبارہ ابھرتے ہوئے غوطہ خوروں نے جب سے پہلے پہل موتی جیسی دولت سمندر کے عمق سے نکالی ہے۔ عورتیں اس کی دلدادہ ہوگئی ہیں۔ میلی کچیلی زرد سیپی میں لپٹی ہوئی اس شے کے سبب بڑی بڑی سلطنتیں تہ و بالا ہوئیں۔ لاکھوں خاندان تباہ و برباد ہوئے۔ لیکن کبھی آپ نے سوچا کہ یہ "سمندر کے آنسو" کالے بھورے آدمیوں کی آنکھوں کے عوض دستیاب ہوتے ہیں۔ میں جوہریوں کی نمائیشی کھڑکیوں کو دیکھکر بے چین ہوجاتی ہوں۔ کیونکہ مجھے معلوم ہے۔ کہ ان موتیوں کی حقیقی قیمت کتنی ہے؟

ذرا بندرگاہ مساوہ کے کنارے دیکھو۔ ایک ٹوٹی پھوٹی مٹی کی دیوار کے ساتھ ایک بنچ پر چند سمندری غوطہ خور آلتی پالتی مار کر دھوپ میں بیٹھے ہوئے ہیں۔ شکل سے ہی ظاہر ہے کہ بیچارے آفت کے مارے اندھے ہو گئے ہیں۔ سمندر کے پانی نے ان کو بہرا اور اندھا کر دیا ہے۔ اور وہ اب اپنی باری کے انتظار میں اپنی بے نور آنکھوں کی پلکیں جھپکتے ہوئے آفتاب میں جھپک رہے ہیں۔ غوطہ زنی جلد ہی ان کو اندھا کر دیتی کچھ عرصے تک نوجوان کے کانوں میں پانی کے اندر لہریں چہ میگوئیاں کرتی معلوم دیتی ہیں۔ پھر چند دن بعد ایسا معلوم ہوتا ہے۔ کہ ان کے کانوں میں روئی ٹھنسی ہوئی ہے۔ لیکن آخر ایک دن وہ بھنبھناہٹ بھی خاموش ہو جاتی ہے۔ اور غوطہ خور بہرہ ہو جاتا ہے۔ غوطہ خور کی زندگی بھی حباب آسا ہوتی ہے۔ بحر قلزم کی نیلی لہروں میں کود کر ناقابل رسا گہرائی میں ہاتھ پاؤں مارنا ان کے دل کو جکڑ لیتا ہے۔ اور پھیپھڑوں کو سکتہ کر ڈالتا ہے۔ تمام غوطہ خور قلبی امراض کے شکار ہوتے ہیں۔ اگر وہ دس سال بھی زندہ رہیں تو یا تو بہرہ یا گونگے یا دونوں ہو جائیں گے۔

سوال ہوتا ہے۔ کہ کیا وہ کماتے بھی زیادہ ہیں؟ نہیں۔ بلکہ وہ مقروض ہوتے ہیں۔ اس لئے وہ اس قید و بند سے نجات حاصل کرنے کے لئے سمندر کی ہولناک گہرائی میں کودنے سے بھی نہیں ہچکچاتے ان کے باپ دادوں نے قرض اٹھایا تھا بیٹے چکانے کی کوشش کرتے ہیں۔ لیکن بجائے ہلکا کرنے کے قرضے کے طوق میں اور کڑیاں پڑتی جاتی ہیں۔ اس طرح یہ سلسلہ نسلاً بعد نسل جاری رہتا ہے وہ موتیوں کو کوڑیوں کے بھاؤ دیتے ہیں۔ ساحل کے سوداگر سب کچھ جانتے ہیں۔ ایک غوطہ کے لئے دس پونڈ کوئی چیز نہیں۔ سوداگر اس سے بیس بیس گنا کما لیتے ہیں

اکتوبر ۱۹۲۹ء میں ایک عرب غوطہ خور نے خلیج فارس سے پچاس ہزار پونڈ کا موتی نکالا تھا لیکن خود ساحل تک پہنچنے سے پہلے پاگل ہو گیا۔ بیچارے سادہ لوح غوطہ خوروں کو کیا معلوم کہ موتی کی حقیقی قیمت کیا ہوتی ہے

پچھلے ہی سال کے ایک واقعہ کو لو کہ کس طرح ایک بدقسمت غوطہ خور نیلی گہرائی کی اندھی دنیا میں کود پڑتا ہے۔ اور اپنے ہاتھ پاؤں کو مارتے ہوئے ایک دھندلی سی سیپیوں کی تہ کا رخ کرتا ہے۔ آخر قریب پہنچ کر دلی مسرت سے اپنا ہاتھ اس خزانے کی طرف بڑھاتا ہے۔ کہ دفعتاً اس کا ہاتھ سیپیوں کے ڈھیر میں پھنس جاتا ہے۔ اور سمندر کی آلائش اس کے جسم کے اردگرد لپٹتی جاتی ہیں۔ حتےٰ کہ وہ سمندر کا ایک بے بس قیدی ہو کر رہ جاتا ہے۔ دوسرے غوطہ خور اسکی مدد کو پہنچتے ہیں۔ اور چاقو چھریوں سے جالے وغیرہ تو دور کر دیتے ہیں۔ لیکن سیپی سے اس کا ہاتھ چھڑا نہیں سکتے۔ اس لئے وہ غوطہ خور کی لاش کو اوپر لے جانا چاہتے ہیں۔ رستے میں ایک شارک مچھلی کا سفید جسم گرداب و بھنور بناتا ہوا نظر آتا ہے۔ جلد ہی اس کے چمکتے ہوئے دانتوں کا وسیع جبڑا کھلتا ہے۔ اور ایک ہی جھپٹے میں ایک غوطہ خور کو نگل جاتی ہے۔ دوسرے غوطہ خور

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جان بچاکر سطح آب پر آجاتے ہیں۔ مردے شخص کے ہاتھ والی کاٹی جاتی ہے۔ اور اس میں سے ایک چمکتا ہوا سیاہ رنگ کا آبدار موتی جو ہر ایک کی نظر کو خیرہ کئے دیتا ہے۔ نکلتا ہے +

اسی طرح سمندر کے آنسوؤں کیخاطر انسان جان قربان کردیتا ہے +

آئندہ انشاء اللہ سمندر کا ڈاک کے متعلق عرض ہوگا + فقط

(ج - ص)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

زوجین کی نااتفاقی

(نمبر ۳)

اسراف

ازدواجی زندگی میں آئے دن جو مشکلات پیش آتی رہتی ہیں۔ بلا مبالغہ ان میں سے ⅘ کا تعلق روپیہ پیسہ سے ہے۔ قسم قسم کی ضروریات انسان کے دم سے وابستہ ہیں۔ اور ان کی تکمیل کا خیال ہر زن و مرد پر جنون کی طرح سوار رہتا ہے۔ اگر غور کیا جائے تو دن رات انسان اسی الجھن میں مصروف ہے کہ فلاں ضرورت کے لئے روپیہ کہاں سے لائے۔ اور اگر روپیہ حاصل کرنا ناممکن ہے۔ تو اپنی ضروریات کو کس طرح سے کم کرے؟ اس سوال کا خاطر خواہ حل کبھی نہیں ملتا۔ اگر ایک ضرورت پوری ہو گئی۔ تو لہروں کیطرح ایک اور ضرورت کھڑی ہوتی ہے۔ جو پہلے سے بھی کہیں زیادہ اہم دکھلائی دیتی ہے۔

یہ نہ سمجھیں کہ یہ ضروریات کا دھندا صرف غریبوں سے ہی وابستہ ہے۔ جہاں تک ذرائع اور ضروریات کا تعلق ہے۔ امیروں کیحالت بھی غریبوں سے کم نہیں۔ تنخواہ یا تجارت کا منافع کسقدر ہی زیادہ ہو۔ لیکن ایسا شخص کوئی نہ ہوگا۔ جو کہے کہ آج میں مطمئن ہو گیا کیونکہ اب مجھے اپنی جملہ ضروریات اور تمام آرزوؤں کی تکمیل کی قدرت حاصل ہو گئی ہے۔

تفکرات اور الجھنوں کی ایک چکی ہے۔ جو انسانی دماغ اور اعصاب کو پیس رہی ہے۔ اور اندر ہی اندر اس کی بیخ کنی میں مصروف ہے۔ ذرا خیال تو کیجئے۔ کہ ایک مزدور اور اس کی بیوی جو چند آنے روزانہ پر اپنا اور اپنے بال بچوں کا پیٹ پال رہے ہیں۔ جنہیں بعض بعض دن کام نہ ملنے کی وجہ سے ایک پیسے کی بھی یافت نہیں ہوتی زندگی کیسا کڑوا گھونٹ معلوم ہوتی ہوگی۔ مسکرانے اور بولنے کے لئے انہیں کتنے بڑے حوصلے سے کام لینا پڑتا ہوگا۔ اور زندگی کی ایک ایک ساعت گزارنے کے لئے انہیں کتنے بڑے صبر اور استقلال سے واسطہ پڑتا ہوگا۔ اگر آپ سوچیں اور غور کریں۔ تو آپ کو معلوم ہوگا۔ کہ ایسا کوئی بھی گھرانا نہیں۔ جہاں مکمل اطمینان قلب اور تسکین روح برستی ہو +

چار صورتیں ہیں۔ جو انسان کی کامیابی یا ناکامی

کا باعث بن جاتی ہیں:-

۱- بیوی کفایت شعار ہو۔ اور میاں لکھ لٹ۔

۲- میاں کفایت شعار ہو۔ اور بیوی فضول خرچ ہو۔ یہ حالت عمومی طور پر ما وہ بچے گھرانوں میں ہوتی ہے' جہاں بیوی بڑے ناز و نعمت میں زندگی بسر کرنا چاہتی ہے۔ یہ وہی حالت ہوتی ہے جس کے متعلق میں نے مضمون نمبر ۱ میں اشارہ کیا تھا۔ کہ جب ناخواندہ لڑکیوں کا عقد پڑھے ہوئے لڑکوں کے ساتھ ہو جاتا ہے۔ تو پھر "زنگیلی اہلیہ" اسی رنگ پر اتر آتی ہے۔

۳- دونوں جز رس ہوں۔ اور کنجوسوں کی سی زندگی بسر کرتے ہوں۔

۴- دونوں فضول خرچ ہوں۔ اور برباد ہو جائیں'

پس اگر آپ غور کریں۔ تو معلوم ہوگا۔ کہ مندرجہ بالا چار صورتوں میں اگر کوئی صورت بھی کسی گھرانے میں ہو تو میاں بیوی کے درمیان تفرقہ پیدا ہو جانے کا کس قدر جلد احتمال ہے۔

مرد سارا دن محنت مشقت کرتا ہے۔ لیکن اگر بیوی ساڑھیوں اور کپڑوں کی فرمائشوں میں میاں کی ساری کمائی دو دن میں اڑا دیتی ہے۔ تو ظاہر ہے کہ میاں ملول خاطر رہے گا۔ اور کہے گا" انہیں میری کیا پرواہ؟ سارا دن دفتر میں مغز کھپاتا ہوں۔ پیچھے میرے دماغ کی تقویت کے لئے کچھ بھی نہیں بچتا۔ خبر نہیں انہیں کپڑوں اور زیوروں کے ساتھ کونسی برات میں جانا ہے۔ جو اتنا اہتمام ہو رہا ہے"

اس قسم کے خیالات مرد کے دماغ میں گھومتے رہتے ہیں۔ اور ان کی تلخیاں اس کے دل میں محبت کے پاکیزہ جذبے کا گلا گھونٹ ڈالتی ہیں +

اسی طرح اگر شوہر دوستوں اور تماشوں پر بے دریغ روپیہ صرف کر رہا ہو۔ اور بیوی بچے ضروریات زندگی کے بھی محتاج ہوں۔ تو بیوی ہر وقت کڑھتی اور سلگتی رہے گی۔ حتیٰ کہ وہ ان احساسات سے اداس ہو جائے گی۔ اور گھر اور زندگی سے قطعی بے زار +

اِن حالات میں زیر لب شکوے ہونے شروع ہو جاتے ہیں۔ ایک دوسرے کو طعنے دئے جاتے ہیں۔ پھر کھلم کھلا لڑائی پر نوبت آ جاتی ہے۔ حتےٰ کہ یا تو ایک علیحدہ ہو جاتا ہے۔ اور یا پھر گھر عمر بھر کے لئے جہنم کا نمونہ بن جاتا ہے +

پس میاں بیوی کو اگر مسرور زندگی بسر کرنی کی خواہش ہے۔ تو علاوہ دوسری باتوں کے روپیہ کے معاملہ میں بھی اُن کے درمیان کوئی مفاہمت ہونی چاہیئے۔

بہتر تو یہی ہے۔ کہ مہینے کے شروع میں ایک بجٹ بنا لیا جائے۔ اور اسی پر کار بند رہا جائے۔ ممکن ہے۔ اگر بجٹ بناتے وقت تو بیوی جو ذرا "فیاض" واقع ہوئی ہے۔ کہہ دے۔ "اونہہ! کنجوس کہیں کے! پیسے پیسے کے بدلے کاغذ سیاہ ہو رہے ہیں"

آہ! اُس نا فہم عورت کو یہ معلوم نہیں کہ فیاضی اس چیز کا نام نہیں ہے۔ کہ بے دریغ اور بے سوچے سمجھے روپیہ برباد کر دینا چاہیئے۔ بلکہ اِس کا نام ہے کہ اس روپے سے زیادہ سے زیادہ فائدہ حاصل

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کرنے کی کوئی ترکیب سوچی جائے۔ اور یہ اسی صورت میں ہو سکتا ہے۔ اگر پہلے ایک بجٹ بنا لیا جائے۔ آخر گورنمنٹ پہلے کیوں ایک بجٹ بنا لیتی ہے؟ اور کیوں نہیں وہ اسکو جیسے جیسے ضرورت ہو خرچ کرتی رہتی؟ اس کی وجہ یہی ہے کہ وہ اس روپیہ کو زیادہ سے زیادہ مفید طریق سے مصرف میں لانا چاہتی ہے۔

خرچ کرنے میں یہ بات ضرور سمجھ لینی چاہیئے کہ فریقین میں سے کوئی اپنی ذاتی ضرورت کو پورا کرنے کے لئے کچھ نہ لے۔ جبتک کہ وہ چیز اسکے لئے از بس ضروری نہ ہو۔ اور وہ دوسرے سے اس کے متعلق منظوری نہ لے۔

پھر مردوں کو یہ بھی خیال رکھنا چاہیئے۔ کہ ایک ادھیڑ عمر کی عورت کے لئے اس سے زیادہ کوئی ذلت آمیز صورت نہیں۔ کہ وہ اپنی ذرا ذرا سی ضرورتوں کے لئے بار بار مردوں سے تقاضہ کرتی پھرے اور خرچ کے لئے اس کے آگے ہاتھ پھیلائے۔ جو مرد خود روپیہ اٹھاتا ہے۔ اور بیوی کو پیسے پیسے کا محتاج رکھتا ہے۔ وہ بڑا بے انصاف اور سنگدل ہے۔ اور اپنی روح کو آلودہ کرتا ہے۔ اسی طرح وہ عورت نہایت ذلیل فطرت کی ہے۔ جو ساری کمائی وصول کرکے اپنے خاوند کو ایک ایک پیسے کے لئے اپنا محتاج بنائے رکھتی ہے۔ اِس سے زیادہ گری ہوئی بات میرے نزدیک کوئی نہیں۔ کہ میاں بیوی ایکدوسرے کو اس امر کا احساس کرائیں کہ وہ اپنی ضروریات کی تکمیل کے لئے ایکدوسرے کے رحم کے محتاج ہیں۔ دریوزہ گری اور بھیک مانگنا شریف آدمیوں کا شیوہ نہیں!

پس روپیہ پیسہ کے بارہ میں بہت احتیاط برتنی چاہیئے۔ کہ ایسا نہ کرنے سے بہت سی دقتوں اور مشکلات کا سامنا ہوتا ہے۔ جو ازدواجی زندگی کو سخت کڑوی بنا دیتا ہے +

خلاصہٴ سخن

خلاصہٴ سخن یہ کہ میں نے میاں بیوی کے درمیان خوشگوار حالات پیدا کرنے کے لئے تین صورتیں پیش کی ہیں جنکو میں دوبارہ دہرا دیتا ہوں:-

۱- رشتہ پہلے ہی دیکھ بھال کر کے کیا جائے۔

۲- آزاد خیالی ہر ایک کا پیدائشی حق ہے لیکن خوشگوار فضا پیدا کرنے کے لئے یہی مناسب ہے۔ کہ کچھ مرد جھکے اور کچھ عورت۔

۳- روپیہ کے بارہ میں کفایت شعاری برتی جائے۔ جس کا یہ مطلب نہیں کہ تمام خواہشات اور ضروریات کو روک کر کنجوسی سے کام لیا جائے۔ بلکہ اسکا مطلب یہ ہے کہ روپیہ سے زیادہ سے زیادہ استفادہ حاصل کرنے کی کوشش کیجائے۔ اور اسکی صورت یہی ہو سکتی ہے۔ کہ بجٹ بنایا جائے +

اگر باوجود ان باتوں کے میاں اور بیوی کے درمیان نہ نبھ سکے تو پھر خدا تعالےٰ کے بتلائے ہوئے طریق پر عمل کیا جائے۔ یعنے نہایت آرام اور سکون

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سے ایکدوسرے سے جدا ہو جائیں۔ کیونکہ قدرت کو منظور ہی نہیں۔ کہ وہ کشتی حیات کو یک جا ہو کر چلائیں ✦ (ع ۔ ش)

شفقت علیٰ خلق اللہ

اے میری معزز بہنو! "شفقت علیٰ خلق اللہ" اخلاق فاضلہ میں سے ایک اعلیٰ ترین خلق ہے۔ چونکہ اخلاق فاضلہ کے بغیر روحانی ترقیات حاصل کرنا ناممکنات سے ہے۔ اسلئے جو بھی چاہتا ہے۔ کہ اس میں اور اسکے محبوب حقیقی میں کامل تعلق پیدا ہو جائے۔ اسکو چاہیئے۔ کہ وہ تخلقوا باخلاق اللہ کے ماتحت اس رنگ میں رنگین ہو جائے۔ جس میں اسکا محبوب ہے ✦

اور ان راستوں اور طریقوں پر چلے۔ جنکا ذکر اس نے اپنے کلام پاک میں فرمایا ہے۔ فطرۃ اللہ التی فطر الناس علیھا۔ یعنے انسان فطرت الٰہی پر پیدا کیا گیا۔ لہذا ہمارا فرض اولین یہ ہونا چاہیئے۔ کہ ہم اس کی مخلوق سے کامل محبت اور ہمدردی سے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

پیش آئیں تا ہم دنیا و آخرت میں اس کے فضلوں اور انعاموں کی وارث بنائی جائیں۔ ہاں اگر آپ یہ چاہتی ہیں۔ کہ اللہ تعالےٰ کے انعامات کی ہم وارث ہوں تو اسکے لئے ضروری ہے۔ کہ اوّل انسان صفات الٰہیہ کا کامل مظہر بنے۔ اور اپنے اندر وہ خلق پیدا کرے جس سے خدا تعالےٰ اور بندہ میں باہمی تعلق و رشتہ پیدا ہوتا ہے ✦

اس لحاظ سے اخلاق فاضلہ انسانی ترقی کے لئے بمنزلہ ایک سیڑھی کے ہیں۔ اسلئے "شفقت علیٰ خلق اللہ" اخلاق میں سے ایک جزو اعلیٰ ہے۔ جو انسان میں ودیعت کیا گیا ہے۔ جیساکہ اللہ تعالےٰ ہمدردی اور نیک سلوک کرنیوالوں کی شان میں فرماتا ہے:۔

وَاَحْسِنُوْا اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ الْمُحْسِنِیْنَ

یعنے احسان کرو۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ احسان کرنیوالوں کو پسند فرماتا ہے۔ چونکہ اللہ تعالےٰ کی محبت اور اس کی ہمدردی اور اسکا سلوک و احسان تمام مخلوق پر عام اور بلا مبادلہ ہے۔ اسلئے اسکے بندوں میں بھی وہی رنگ ہونا چاہیئے۔ کیونکہ اس کا حکم ہے۔ کہ جو بھی ہمدردی اور احسان و سلوک کسی کے ساتھ کیا جائے وہ بھی عام اور بلا مبادلہ ہی ہو۔

جیساکہ اس نے ارشاد فرمایا ہے۔ اَحْسِنْ کما احسن اللہ الیک۔ یعنے احسان کر جیساکہ تجھ پر اللہ نے احسان کیا ہے۔ پس معلوم ہوا کہ مخلوق خدا سے ہمدردی و احسان کرنا ہی انسان کو قرب الٰہی کا شرف بخشتا ہے ✦

سو اے میری معزز بہنو! آؤ ہم اس بات کا تہیہ کرلیں۔ کہ ہم اپنے وجود کو مٹا کر دوسرے کے حقوق قائم کریں۔ یعنے اگر کسی امر میں دوسروں کا

زیادہ حق ہے۔ تو وہاں اپنا مفاد بھول جائیں۔ اور حقوق اللہ و حقوق العباد کو اپنے مفاد پر مقدم کریں۔ جیساکہ ہمارے سردار آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ تم میں سے اللہ کے نزدیک وہ زیادہ پیارے ہیں۔ جو لوگوں سے الفت کرتے ہیں۔ اور لوگ ان سے الفت کرتے ہیں*

غضب الٰہی کے وہ ہی مورد ہیں۔۔۔۔ جو آپس میں پھوٹ ڈالتے ہیں۔ اور ایک دوسرے کی چغلی اور غیبت کرتے ہیں۔ یقیناً غضب الٰہی کے مورد ہیں۔ اور ایسا ہی آپ نے حسن خلق کے متعلق فرمایا ہے۔ جس شخص میں تین چیزیں نہ ہوں۔ یا ان میں سے ایک بھی نہ ہو۔ تو اس کے اعمال کا اعتبار نہیں۔

اوّل۔ پورا تقویٰ ہو۔ جو ہر گناہ سے روکے

دوئم۔ حلم ہو جس سے بیوقوف کو باز رکھے۔

سوئم۔ خلق ہو جس سے لوگوں میں بسر اوقات کرے۔ کیونکہ حسن خلق گناہ کو ایسے اڑا دیتا ہے۔ جیسے آفتاب جمع ہوئے پانی کو۔

پھر فرمایا: بدخلق انسان دوزخ کے نچلے درجہ میں ہوگا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ اگر میں دن رات روزے رکھوں۔ اور عبادت کرتا رہوں اور اپنا مال فی سبیل اللہ دیتا رہوں۔ لیکن پھر اگر موت کے وقت میرے دل میں نیکوں کی محبت اور بدکاروں سے بغض نہ ہو۔ تو یہ سب عبادتیں لغو و بے سود ہونگی +

اللہ تعالے ہم سب کو بدخلقی اور دیگر بُرے کاموں سے بچائے۔ ہمیں اور ہماری اولادوں کو نیک خادم دین بنائے۔ آمین

(راقمہ سردار بیگم (مولوی) قادیان)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

رپورٹ سہ ماہی

احمدیہ گرلز سکول سیالکوٹ

یکم مئی ماہواری جلسہ شروع ہوا۔ تلاوت قرآن و نعت خوانی کے بعد عفت جہان جماعت ہفتم نے وصیت پر مضمون پڑھا۔ سیدہ آسیہ نے عبادت پر مضمون سنایا۔ عزیزہ تنویر السلام نے اللہ میاں کا خط میرے نام نظم میٹھی آواز میں پڑھکر حاضرات کو محظوظ کیا۔ سیدہ آصفہ و سیدہ ساجدہ نے نعت پڑھی۔ سیدہ امۃ السلام نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کا خطبہ جمعہ "نیکی استقلال سے کرنی چاہیئے"۔ الفضل سے پڑھا۔ قمر السلام نے "میں احمدی ہوں"۔ چھوٹی سی نظم پڑھی۔ حنیفہ بائی نے خدا کی تعریف میں نظم پڑھی۔ مبارکہ بیگم جماعت ہفتم نے "سلام اے آمنہ کے لال"۔ شاہنامہ اسلام سے سنایا۔ بعدہ پریذیڈنٹ صاحبہ نے انسان کا دنیا میں آنے کا مقصد بیان فرمایا کہ اللہ تعالے نے رسول کریمؐ کو اپنی صفات کا مظہر کامل بنا کر بھیجا۔ خدا تعالیٰ نے قرآن پاک میں پچھلی امتوں کے حالات بیان کئے ہیں تاکہ ہم ان سے سبق حاصل کریں۔ جو انسان خدا کی طرف رجوع کرتا ہے۔ خدا تعالے اسے اپنی آغوش رحمت

میں لے لیتا ہے۔ اور شیطان جب کسی بندے کو کمزور دیکھتا ہے۔ تو اسے گمراہ کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ ڈوئی اور لیکھرام کے واقعات پر نظر کیجئے۔ مسیح موعود علیہ السلام پر قتل کے مقدمے چلائے گئے۔ اور ہر طرح سے آپ کے مقابلہ کی کوشش کی گئی۔ مگر اللہ تعالے نے اپنے فضل سے انہیں ہر طرح محفوظ رکھا۔ آج احراریوں نے بھی کیا کچھ نہیں کیا؟ لیکن کیا احمدی نابود ہو گئے۔ قادیان میں مستریوں نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کے ساتھ کیسی کیسی شرارتیں کیں۔ لیکن آخر خود ہی تباہ ہو گئے پھر آپ نے چندہ کیطرف دلائی۔ لجنہ کی ہر ایک ممبر نے بموجب وعدہ تیس تیس روپے سالانہ ادا کر دئے۔ دعا کے ساتھ جلسہ برخاست ہوا*

۳۔ جون بروز جمعہ ان مبلغین کو جو انجمن احمدیہ سیالکوٹ کے سالانہ جلسہ پر تشریف لائے ہوئے تھے، لجنہ سیالکوٹ کیطرف سے پارٹی دی گئی جس میں چوبیس حضرات شامل تھے۔ انتظام ضروریہ کے بعد سیّدہ امۃ السلام نے لجنہ کیطرف سے ایڈریس پڑھا نوجوان مبلغین کو ہدیہ مبارکباد پیش کرتے ہوئے مناسب الفاظ میں خوشی کا اظہار کیا۔ اور اللہ تعالے سے مزید برکات کی دعا چاہی۔ جس کے جواب میں نائب امیر جناب مرزا احمد بیگ صاحب نے شکریہ ادا کرتے ہوئے۔ لجنہ اور خصوصاً پریذیڈنٹ صاحبہ سیّدہ فضیلت صاحبہ کا مستورات کو مبلغین کی تقریر عالمانہ سے مستفید ہونے کے جذبات عالیہ اور حسن انتظام کا خاص طور پر اعتراف فرمایا۔ اور امن وسلامتی ترقی درجات کی دعا کرتے ہوئے پانچ بجے اجلاس پر پہنچ گئے۔ فللّٰہ الحمد۔

ماہ مئی اور جون کی سب عہدیداران محاسب چندہ سیکرٹری جلسہ بنات۔ سیکرٹری لائبریری سیکرٹری حالات عامہ اسکول کی رپورٹیں باقاعدہ پہنچ رہی ہیں۔ اور یہ سب رپورٹیں اجلاس لجنہ کے موقعہ پر سنائی گئیں۔ جنکا کام حسب طاقت و قابلیت قابلِ اطمینان تھا*

Digitized by Khilafat Library Rabwah

۵۔ جون آٹھ بجے صبح صحن سکول میں ماہواری اجلاس منعقد ہوا۔ تلاوت قرآن کریم و نعت خوانی کے بعد سیّدہ رفعت صاحبہ نے مومنہ و منافقہ عورت میں امتیاز حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی تحریرات سے بیان کیا۔ اور پھر اسی ضمن میں چھوٹی ماؤں کو چند نصائح اور تربیت اطفال کیطرف توجہ دلائی امۃ السلام نے مسیح موعود علیہ السلام کی دو بابرکت تلواروں پر مضمون پڑھا۔ امۃ المہدی نے شانِ قرآن پر نظم سنائی۔ قمر السلام نے اخلاقِ حسنہ کی تعریف پر مسیح موعود علیہ السلام کے نصائح بیان کئے۔ پھر پریذیڈنٹ صاحبہ نے تلاوت سورۃ فاتحہ کے بعد چند معاشرتی نقائص کی اصلاح کیطرف توجہ دلاتے ہوئے۔ رسول کریم صلعم و بزرگانِ دین کے اسوۂ حسنہ پر روشنی ڈالی اور احمدی بہنوں کو خاص طور پر مخاطب کرکے کہا۔ کہ آپکو

دنیا کے سامنے مذہبی و معاشرتی اسلامی نمونہ پیش کرنا چاہیئے۔ آپکو مسیح موعودؑ کی جماعت میں آکر کسی اعلےٰ مقام پر گامزن ہونا چاہیئے۔ اِس لئے اپنی کمزوری کو رفع کرنے کی کوشش کرکے دوسروں کو اپنے میں جذب کرنے کی طاقت پیدا کرنی چاہیئے۔ بعدہٗ بہنوں میں انجمن احمدیہ کے سالانہ جلسہ کے اخراجات وغیرہ کے لئے چندہ کی درخواست کیگئی۔ طالبات کی نظم اور دعاء کے بعد جلسہ ختم ہوا +

۱۲ر جون لجنہ کا اجلاس زیر صدارت محترمہ پریذیڈنٹ صاحبہ صبح سات بجے منعقد ہوا جسمیں چند امور ضروریہ پر غور کرکے مناسب فیصلہ باتفاق رائے ممبرات لجنہ صادر کیا گیا۔ اور دعاء کیساتھ اختتام ہوا +

۳ر جولائی۔ زیر صدارت محترمہ پریذیڈنٹ صاحبہ احمدیہ گرلز سکول کا ماہواری جلسہ منعقد ہوا۔ تلاوت قرآن کریم ونعت خوانی کے بعد لڑکیوں نے ایک چھوٹی سی ناصحانہ نظم پڑھی۔ سیدہ رفعت صاحبہ نے نماز کے متعلق احکام قرآنی سے پابندی نماز کی تاکید فرمائی۔ سید قمر وامتہ السلام نے مجموعہ فتاوی احمدیہ سے نماز جمع کرنے کا فتوےٰ بحوالہ مسیح موعود علیہ السلام پڑھکر سنایا۔ اور نماز تہجد کی فضیلت بیان کی۔ محترمہ پریذیڈنٹ صاحبہ نے آیاتِ قرآنی سے شرک وبدعت اور توحید کے باریک نکتوں پر روشنی ڈالتے ہوئے بروئے قرآن شریف اپنے نفسوں کو حکومت کرنے اور پھر محاسبہ نفس کیطرف توجہ دلاتے ہوئے۔ دیگر اور چند ضروری باتوں کی اصلاح کے لئے نصیحت آمیز تقریر فرمائی۔ اور دعاء کے بعد جلسہ برخاست ہوا +

Digitized by Khilafat Library Rabwah

۱۵ر جولائی۔ زیر صدارت پریذیڈنٹ صاحبہ لجنہ کا اجلاس چند امور انتظامیہ کے متعلق ہوا۔ عہدیداران سیکرٹری لائبریری وسیکرٹری جلسہ بنات اور سیکرٹری حالاتِ عامہ اسکول و محاسب چندہ وغیرہ نے اپنی اپنی رپورٹیں سنائیں جنکا کام خدا تعالےٰ کے فضل وکرم سے باقاعدہ ہو رہا ہے دعاء کے ساتھ جلسہ ختم ہوا +

سیکرٹری لجنہ سیالکوٹ

زار رُوس کے عہد میں روسی عورتوں کی حالت

زار کے عہد میں روس کی عورتوں کی قابل رحم حالت کے دو ہی سبب تھے۔ ایک تو روپیہ پیسہ کے لئے عورتوں اور بچوں کا مردوں کا محتاج ہونا۔ اور دوسرے اُن پر گھر بھر کا کھانا پکانے۔ برتن صاف کرنے کپڑے سینے۔ بچوں کی پرورش کرنے میں رات دن لگے رہنے کا بوجھ ہوتا تھا۔ ان دونوں وجوہات سے عورتوں کو سوچنے اور پڑھنے کے لئے لمحہ بھر کی فرصت

نہیں ملتی تھی۔ عورتیں علے الصباح ہی ٹھیک چار بجے اٹھکر گائیوں کا گوبر اٹھاتیں ان کو دانہ دیتیں۔ گھر کا دوسرا کام دھندا کرتیں۔ اور اسی طرح رات کے دس گیارہ بجے تک نوکرانیوں کا کام کرتی رہتیں۔ ایسی حالت میں اُن کی دماغی ترقی کیوں کر ہوتی؟ وہ سوسائیٹی کے کاموں میں مدد کیسے دیتیں؟ اب سوویٹ گورنمنٹ نے کہا جاتا ہے، ایسی پابندیاں ہٹا دی ہیں۔ عورت مرد روپیہ پیسہ کے معاملہ میں آزاد ہو گئے ہیں۔ بچوں کے متعلق دونوں کی مشترکہ ذمہ واری ہو گئی ہے۔ زندگی کو ترقی یافتہ بنانے کے لئے ہزاروں کی تعداد میں بچہ گھر۔ دوائی خانے اور ہوٹل ہر جگہ کھول دیئے گئے ہیں۔ جن سے ماؤں کو بہت آرام ہو گیا ہے۔ اور انہیں پڑھنے اور ملکی کاموں میں حصّہ لینے کے لئے کافی فرصت ملنے لگی ہے۔ پرانے روس میں ایک کہاوت تھی۔ کہ

"مرغی کے بچوں کا شمار چڑیوں میں نہیں۔ اور بیوی کا شمار انسانوں میں نہیں"۔

"ناشتے کے وقت ہر روز ضرور اپنی بیوی کو ٹھونکو اور پیٹو۔ ورنہ وہ مار کا ڈر نکل جانے پر وقت پر کھانا تیار نہ کیا کرے گی"۔

روز پیدائش سے ہی روسی لڑکی بندھنوں میں رکھی جاتی تھی۔ اپنے باپ کی لڑکی۔ اپنے خاوند کی بیوی اور بیٹے کی ماں۔ مجلسی زندگی میں باپ خاوند اور بیٹے کے سہارے رہتی۔ یہی روسی قانون تھا۔ شادی کے بعد باپ تک کا بیٹی پر کوئی اختیار نہ رہتا تھا۔ شادی شدہ عورت کو خود اپنے جسم پر کوئی حق نہ تھا۔ عورت بیوی بنتے ہی اپنے سارے سامان کے ساتھ خاوند کے ہاتھ گویا بک جاتی۔ بیوی کو نوکروں کی طرح خاوند کا حکم ماننا پڑتا۔ کسی بھی بات میں چون چرا کرنے کا کوئی اختیار نہ تھا +

"بیوی کو میاں سے ڈرتے رہنا چاہیئے"۔

شادی کے وقت پادریوں کا وعظ ہوتا تھا عورت کو اپنا خاوند خود چننے کا حق نہ تھا۔ پادری یا گھر والے جس کے ساتھ چاہتے۔ لڑکی کی مرضی کے خلاف بھی اُسے بیاہ دیتے تب کے روسی قانون کا حکم تھا۔ اور جس کے ساتھ بھی لڑکی بیاہی جاوے۔ اس کے ساتھ محبت کرنا اسکا مذہبی فرض تھا۔ وہ خاوند کی خدمت گذار ہو۔ اس کی پوجا کرے۔ اسے دیوتا کی طرح مانے۔ اور موقعہ بموقعہ کا خیال کئے بنا ہر طرح سے خاوند کی راحت کا موجب بنے۔ اور اسکی ہر ایک خواہش کو پورا کرے +

عورت کو خاوند کے پیچھے پیچھے ہر جگہ گھومنا پڑتا تھا۔ یہ اس کے لئے ناگزیر تھا۔ اس کے انکار پر خاوند پولیس کی مدد حاصل کرتا۔ قانون کی سختی یہاں تک بڑھی ہوئی تھی۔ کہ ایسی عورتوں کو چھ مہینے کی سزا دی جاتی، اور وہ جیلخانوں میں بند کر دیجاتیں۔ عورت کو خاوند کی مرضی کے بغیر بازار تک جانے یا کام کرکے دو پیسے کمانے تک کی قانون میں اجازت نہ تھی۔ اس زمانہ میں ہر دو نکی خوب چلتی تھی۔ پادری سبکے رشوت خور اور بد چلن تھے، اس لئے مصیبت زدہ عورتیں خون کے گھونٹ پی کر رہ جاتیں۔ طلاق نامہ داخل کرنا نو روپیہ کا کھیل تھا۔ امیر لوگ بھاری رشوتیں اور فیس پادریوں اور وکیلو

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کودے کر من مانی کرتے تھے۔ پر عورتیں عاجز تھیں، ان کی آواز خدا کو چھوڑ کر اور کہیں نہیں پہنچتی تھی۔ خاوند کو طلاق کی منظوری ملتے ہی عورت سے اس کے تمام بچے چھین کر خاوند کو دے دیئے جاتے۔ اور وہ بیچاری اکیلی ماں رونے تڑپنے اور بھوکوں مرنے کے لئے شاہی سڑک کے کسی کونے میں سسکتی ہوئی چھوڑ دی جایا کرتی۔ خوبصورت عورتوں کو اس کے بعد عصمت فروشی کے سوائے اور کسی پیشے کا سہارا نہ رہتا تھا لیکن بدصورت تو اس سے بھی محروم رہتیں۔ وہ جاڑے کی سردی۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ سے ٹھٹھر کر جلدی موت کا لقمہ بنجاتیں۔ زار کے عہد میں عورتوں کی ایسی بُری حالت تھی۔ باپ کی جائداد کا صرف ایک حصہ بیٹی کو ملتا۔ اور تیرہ حصے بڑے بیٹے کا حق سمجھے جاتے شادی ہوتے ہی لڑکی کا وہ تھوڑا سا حصہ بھی خاوند کے کھاتے میں چلا جاتا تھا۔ سچ تو یہ ہے کہ روسی عورت کے پاس اپنی کہلانے والی ایک پھوٹی کوڑی کا بھی سہارا نہ تھا۔

کسان عورتیں کام کے بوجھ سے جوانی میں ہی بوڑھی ہو جاتیں۔ چڑچڑا پن۔ بد دماغی۔ جھنجھلاہٹ اور لڑاکا پن کی عادت ان میں پڑ جاتی۔ گالی گلوچ سختی اور مار پیٹ سے عورت ذات کے صفات مٹی میں ملجاتے۔ اور امن جاتا رہتا۔ لڑکپن سے ہی لڑکیوں کی یہ حالت کیجاتی جب ان کے ہم عمر بھائی سکولوں میں پڑھنے جاتے۔ یا میدان میں فٹ بال کھیلتے۔ تو وہ گھروں میں چھوٹے بچوں کو گود میں لئے کھلانے کا کام کرتیں۔ یا اپنی ماں کو گھر کے کام میں مدد دیتیں۔ چھ۔ سات سال کی بچیاں کھیتوں پر کام کرنے لیجائی جاتیں۔ اور اس طرح کی ساری دھما چوکڑی سے۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ان کا دل میلا اور جسم کمزور ہو جاتا۔ دس گیارہ سال کی ہوتے ہوتے باپ ان کی شادی کر دیتا۔ جو زیادہ سے زیادہ بولی بولتا۔ زیادہ سے زیادہ روپے یا زمین دے کر لڑکی کے باپ کو خوش کر لیتا۔ وہی لڑکی کا دولہا بننے کا حقدار ہوتا۔ چودہ۔ پندرہ سال کی عمر سے ہی بچے ہونے شروع ہو جاتے جو لڑکی کی ٹوٹی ہوئی تندرستی میں اور بھی آگ لگا دیتے۔ اس لئے بچوں کی موت کی تعداد ۷۰ فی صدی کے درمیان پہنچی ہوئی تھی۔ زیادہ تر بچوں کی موت پیدائش کے پہلے ہی سال ہو جاتی۔ بال بچوں کی موت کا تو جیسے سیلاب آگیا تھا۔ اچھی دوائیاں اور ڈاکٹر نصیب نہ تھے۔ دائی کا بوڑھی ہونا لازمی تھا۔ کیونکہ ایسی کہاوت تھی۔ کہ کسی نوجوان عورت کا ہاتھ پیدائش کے موقع پر لگ جاتے ہی بچہ فوراً دم توڑ دے گا۔ اس لئے وہ بوڑھی۔ گندی دائیاں ہی کانپتے ہوئے ہاتھوں سے بچے کو جننے جیسا مشکل کام کر کے سینکڑوں بچوں کی بیوقت موت کا باعث بنتیں۔ زچہ خانہ بنانے کے لئے گھر کا سب سے گیا گزرا گندہ حصہ چنا جاتا تھا۔ جو اکثر بدبودار پاخانوں کے قریب ہوتا۔ پھٹے چیتھڑے پرانے میلے کپڑے زچہ اور بچہ کے استعمال کے لئے ملتے۔ پادری زچہ اور بچہ دونوں کو ناپاک قرار دیتے۔ جس سے گھر کا کوئی شخص ان کے پاس نہ پھٹکتا۔ اور انہی کرایہ پر آئی ہوئی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

گندی دائیوں سے سارا کام کرایا جاتا۔ اس حالت میں ماں یا بچے کی طبیعت خراب ہونے پر نہ تو کوئی دوائی دیجاتی۔ اور نہ ہی کوئی ڈاکٹر ہی دیکھنے آ سکتا تھا +

سردی کا موسم بیویوں کے لئے سخت مصیبت کا باعث ہوتا تھا۔ کیونکہ اُن کے خاوند اس موسم میں کام کاج نہ ہونے سے گھر پر ہی رہا کرتے۔ اور ان کے لمحہ لمحہ کی زندگی کو ناقابل برداشت بنا دیتے۔ غریب عورتیں سب کچھ سہتیں۔ رواج کے خلاف زبان ہلاتے ہی زبان کھینچ لی جاتی۔ کھال ادھیڑ دی جاتی۔ اور جب تکلیف ناقابل برداشت ہونے پر وہ گھروں سے بھاگتیں۔ تو خاوندوں کے تازی کتوں کا شکار ہوتیں۔ وہ ہر گھڑی خدا سے موت مانگا کرتی تھیں۔ یہ تو تھی دیہات کی حالت۔ شہروں کی کہانی اور بھی دردناک ہے۔ میاں بیوی اور بال بچے سب نوکری کرتے۔ عورتوں کو مردوں سے کئی گھنٹے زیادہ کام کرنا پڑتا۔ اس پر بھی مزدوری کم ملتی۔ عورتوں کو حالت حمل میں بھی آخری دن تک کام کرنا پڑتا۔ اور بچہ ہونے کے تیسرے دن کام پر پہنچ جانا پڑتا۔ ورنہ ملازمت سے برطرفی کا خوف رہتا +

یہ بات نہیں کہ عورتوں کے ساتھ زیادتی کا دور دورہ امیروں یا غریبوں کے گھروں تک ہی محدود تھا۔ سوشل اور گھریلو زندگی سارے ملک میں ایک سی تھی۔ عوام بھی اپنی بہوؤں اور بیٹیوں کو ڈربے میں رکھتے تھے۔ لڑکیاں اپنے خاوندوں کو شادی کے وقت بھی نہیں دیکھ پاتی تھیں +

اچھوتوں سے ہندوؤں کا انسانیت سوز سلوک

اچھوت کو انسانیت سے کم درجہ کا سمجھ کر اس کے لئے جو کام مخصوص کر دیئے گئے ہیں وہ ذلیل کام ہیں۔ انکے نام کیساتھ ہی بے عزتی کا لفظ شامل ہے۔ ان میں سے بعض کو بھنگی کا کام کرنے اور غلاظت وغیرہ اٹھانیکی اجازت دیدی جاتی ہے بعض جہالت اور بے علمی کے سبب سے کہ جو ان کے لئے مخصوص کر دی گئی ہے۔ اپنی عادت میں بہت ہی کاہل الوجود ہیں۔ تمام اچھوتوں کو کسی قسم کی بھی تعلیم حاصل کرنیکی سختی کے ساتھ ممانعت ہے۔ وہ ہندو شاستروں کو نہ اپنے پاس رکھ سکتے ہیں۔ نہ ان کو پڑھ سکتے ہیں۔ کوئی برہمن پجاری ان کی مذہبی خدمات انجام نہیں دیتا۔ اور نہایت ہی شاذونادر موقعوں کے سوائے وہ کسی ہندو مندر میں دعا یا پوجا پاٹ کے لئے داخل نہیں ہو سکتے ان کے بچے سرکاری سکولوں میں تعلیم نہیں پا سکتے، وہ عام چاہات سے پانی نہیں کھینچ سکتے۔ اور اگر ان کے مکانات کسی ایسے قطعہ میں ہوں کہ جہاں پانی کم ہے۔ اور پانی کے چشمے دور دور ہیں۔ تو ان کے دوسرے لوگوں سے زیادہ رحم کی امید نہیں ہوتی۔ بلکہ پانی لانے کے لئے ان کو بہت زیادہ تکلیف و مشقت اٹھانی پڑتی ہے +

Digitized by Khilafat Library Rabwah

وہ کسی انصاف کی عدالت میں داخل نہیں ہو سکتے وہ اپنے بیماروں کیلئے دوائی لینے کیواسطے ہسپتال میں نہیں گھس سکتے۔ وہ کسی سرائے میں نہیں ٹھہر سکتے بعض صوبوں میں وہ شارع عام پر بھی نہیں چل سکتے مزدوروں اور کسانوں کے طور پر کام کرنے میں ہی انکو مسلسل نقصان برداشت کرنا پڑتا ہے۔ اسلئے کہ نہ تو وہ دکانوں میں داخل ہو سکتے ہیں اور نہ ان بازاروں سے ہی گذر سکتے ہیں کہ جہاں دکانیں ہوتی ہیں۔ ان بیچاروں کو اپنی تھوڑی بہت چیزیں۔ بھوکے آڑھتیوں کے خطرناک سلسلہ کی معرفت بیچنی اور خریدنی پڑتی ہیں۔ بعض کو انتہائے ذلّت میں کام کرنیکی اجازت ملجاتی ہے۔ ورنہ یہ لوگ کچھ چیز نہیں بیچ سکتے، بلکہ اپنی دستکاری کی چیزیں بھی نہیں بیچ سکتے، یہ لوگ صرف بھیک مانگ سکتے ہیں۔ بلکہ بھیک مانگنے کے لئے بھی وہ سڑک پر نہیں چل سکتے بلکہ بہت دور چھپکر کھڑے ہو جاتے ہیں۔ تاکہ کوئی ہندو انکو دیکھ نہ سکے۔ اور جو لوگ سڑک پر سے گذریں اُن سے دور سے چلا چلا کر خیرات مانگتے ہیں۔ خیرات اسطرح دیجاتی ہے کہ وہ سڑک سے بہت دور زمین پر پھینک دیجاتی ہے۔ اور جب خیرات کرنیوالا نظر نہیں آتا بلکہ بہت دور چلا جاتا ہے۔ اور سڑک بالکل خالی ہو جاتی ہے۔ صرف اسوقت یہ ناگنوالا اچھوت پیٹ کے بل چل کر وہاں جاتا ہے۔ اور خیرات کی چیز اٹھا کر پھر اپنی چھپنے کی جگہ کو بھاگ جاتا ہے۔ اگر سب کا نہیں تو بعض اچھوتوں کا سایہ بھی اگر کھانے کی کسی چیز پر پڑ جائے۔ تو بڑی ذات کے ہندو اس چیز کو نہیں کھاتے۔ اسطرح ناپاک ہونے کے بعد وہ چیز صرف ضائع کردی جا سکتی ہے ✤

بعض اچھوت اپنے بدنصیب جسموں سے گویا راستہ کی غلاظت کے ذرات اُڑاتے ہیں۔ اگر انہیں سے کوئی اچھوت شاہراہ کے پاس جاکر ٹھہرے تو ٹھہرنے کی جگہ سے شاہراہ عام تک اسکو زمین پر لیٹکر جانا پڑتا ہے۔ اگر شاہراہ تک جانیکا یہ راستہ دو سو گز سے کم ہو تو اسکو احتیاطاً کیسا تھ سڑک پر ایک سبز پتہ تھوڑی سی مٹی سے دبا کر رکھدینا چاہئیے۔ جس سے ظاہر ہو جائیگا کہ ایسی گندی ہستی اس جگہ سے ناپاک کر دینے کے فاصلہ کے اندر اندر موجود ہے۔ گذرنیوالا برہمن اس نشان کو دیکھکر ٹھہر جاتا ہے۔ اور چلّاتا ہے یہ شور سنکر وہ غریب اچھوت فوراً بھاگ جاتا ہے۔ اور جب وہ بھاگ کر کافی فاصلہ پر چلا جاتا ہے۔ تو چلّا کر کہتا ہے۔ کہ میں اب دو سو گز کے فاصلہ پر ہوں مہربانی کر کے آگے گذر جائیے ✤

اور سنئے! ساحل ملیبار کے قوم پولیہ کے لوگوں کو اپنے لئے جھونپڑے بنانیکی بھی ممانعت ہے۔ انکو صرف یہ اجازت ہے۔ کہ چوبوں پر پھونس کی چھت ڈالکر سائبان سا بنالیں یا بڑے بڑے درختوں کے دو شاخوں میں اپنا آشیانہ بنائیں اس سے بہتر مکان بنانیکی انکو اجازت نہیں ہے۔ یہ لوگ انسانیت کی اور کوئی طرز اختیار نہیں کر سکتے ڈولے نے لکھا ہے کہ اس سے پہلے زمانہ میں اگر کسی نائر (اونچی ذات کے ہندو) کو سڑک پر کوئی پولیہ ملجائے۔ تو نائر اسبات کا مستحق ہے کہ اس خطاوار کو تلوار سے وہیں قتل کر ڈالے مگر آج کل نائر اس کام کے کرنے میں پس و پیش کریگا۔ تا ہم آجکل بھی یہ حال ہے کہ کوئی پولیہ کسی اچھی ذات کے ہندو کے پاس... ...نہیں پہنچ سکتا۔ بلکہ اسے ساٹھ یا نوّے فٹ دور رہ سکتا ہے ✤

Digitized by Khilafat Library Rabwah

رپورٹ عید میلاد النبیؐ

یہ عظیم الشان جلسہ ۶ ار نومبر گیارہ بجے جامعہ مسجد احمدیہ میں زیر صدارت ڈاکٹر شکنتلا دیوی صاحبہ منعقد کیا گیا۔ عام پبلک کو بذریعہ اشتہار مدعو کیا۔ مستورات اور چند ہندو دیویاں چار صد کے قریب رونق جلسہ ہوئیں تلاوت قرآن کریم و نعت کے بعد پریذیڈنٹ صاحبہ نے جلسہ کی غرض بیان کی پھر زبیدہ بیگم صاحبہ نے الفضل سے "نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سادہ زندگی" پر مضمون پڑھا۔ امۃ المہدی نے نعت پڑھی۔ استانی نظیر بیگم نے "تمام خلائق میں بینظیر نبی" پر مضمون پڑھا پھر آٹھویں جماعت نے نعت حضرت خاتم النبیینؐ دلکش آواز سے پڑھی۔ بارہ بجے سیّدہ رفعت صاحبہ نے الفضل سے "رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے محامد کلام الٰہی میں" سے چند اقتباسات کو وضاحت و تفصیل سے سمجھایا۔ استانی رحمت بی بی نے نعت پڑھکر مسرور کیا۔ سیّدہ نعیمہ بیگم نے گیانی صاحب کا مضمون "من موہنا نبی" سنایا۔ بنت جناب محمد حسین صاحب جج نے نبی کریمؐ کی سادہ زندگی کے حالات لکھے ہوئے سنائے۔ اسکے بعد چھٹی جماعت نے "شبیہ پاک جب دیکھی خدا جلوہ نما دیکھا" نعت پڑھی۔ ایک بجے پریذیڈنٹ صاحبہ کی تقریر انی رسول اللہ الیکم جمیعا۔ آیت کریمہ کی تفہیم سے مختلف موضوع کو بیان کرتے ہوئے نبی کریم کے اصول تمدن اور جدید تہذیب کا موازنہ۔ غلام طبقہ کے مدارج ترقی۔ پھر عورت کی سچی قدر و منزلت مختلف اقوام و مختلف مذاہب سے رواداری و مساوات کا بینظیر نمونہ دکھایا۔ گذشتہ انبیاء پر غلط فہمی سے جو اتہام لگائے گئے ان سبکو طیب و پاکیزہ ثابت کیا۔ اپنی امت کو کمزوروں ضعیفوں پر رحم کیساتھ جھک جانیکی تلقین فرمائی۔ الغرض اللہ تعالیٰ نے آپکو انسانوں کیلئے کامل نمونہ تمدن و معاشرت تہذیب و اخلاق عدل و انصاف رحم و ہمدردی کا بناکر بھیجا پھر لا اکراہ فی الدین کا مفہوم آپنے سمجھایا۔ کہ دین اسلام جبراً قبول نہیں کروایا گیا۔ بلکہ وہ اپنی خوبیوں کیوجہ سے مقبول ہوا ہے۔ اسکے بعد محترمہ سعیدہ بیگم صاحبہ نے کچھ درود شریف کے فضائل و برکات بیان فرمائے۔ دو بجے سیدہ عصمت کی منظوم دعا کیساتھ جلسہ برخاست ہوا۔

(خاکسارہ سکینہ سیکرٹری لجنہ سیالکوٹ)

(۲)

قادیان کا زنانہ جلسہ سیرت النبیؐ زیر صدارت ام مرزا حافظ ناصر احمد صاحب دن کے ۱۱ بجے سے لیکر ڈیڑھ بجے ختم ہوا۔ حسب ذیل پروگرام کے مطابق:۔

تلاوت قرآن کریم۔ رشیدہ بیگم بنت سردار کرمداد خانصاحب ۵ منٹ
نظم۔ سعیدہ بیگم .... " "
تقریر۔ سیدہ سارہ بیگم صاحبہ حرم ثالث اہلیہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی۔ پون گھنٹہ
تقریر۔ امۃ اللہ بیگم بنت عبدالرحمٰن صاحب مصری۔ ۳۰ منٹ
نظم۔ رشیدہ و آمنہ بنت کرمداد خانصاحب۔ ۵ "
مضمون۔ سعیدہ صادق عمر اہلیہ مولوی عبدالسلام صاحب عمر ۲۵ "
نظم۔ مقبول بیگم ———— ۵ "
"۔ امۃ اللہ بیگم بنت ڈاکٹر اسمٰعیل صاحب و نسیمہ بیگم بنت مرزا محمد شفیع صاحب ۵ "
مضمون۔ استانی مریم بیگم صاحبہ اہلیہ حافظ روشن علی صاحب ۲۰ "
"۔ نظیر النساء ———— ۱۵ "
"۔ مریم صاحبہ اہلیہ درد صاحب جس کو عظمت بیگم صاحبہ اہلیہ نذر حسین صاحب نے پڑھا۔ ۱۰ منٹ

۵ نظم۔ زینب بی بی ہمشیرہ غلام قادر صاحب احمدی، ۵ منٹ + مضمون۔ ام داؤد صاحبہ۔ ۱۵ منٹ + تقریر۔ بھابی زینب صاحبہ اہلیہ پیر مظہر القیوم صاحب مرحوم۔ ۱ منٹ + مضمون۔ رحمت النساء بیگم بنت مولوی رحمت علی صاحب مبلغ جاوا، ۱۵ منٹ + نظم۔ امۃ الرشید بنت حضرت خلیفۃ المسیح الثانی و حمیدہ بنت سید عبدالحی صاحب منصوری والے، ۵ منٹ + نظم مریم بیگم بنت ڈاکٹر اسمٰعیل صاحب، ۵ منٹ + نظم۔ رشیدہ بیگم بنت شیخ اصغر علی صاحب، ۵ منٹ +

(قائم مقام منتظمہ زنانہ جلسہ سیرت النبیؐ)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

رجسٹرڈ ایل نمبر ۲۰۶

اخبار مصباح۔ قادیان دارالامان۔ ضلع گورداسپور (پنجاب)

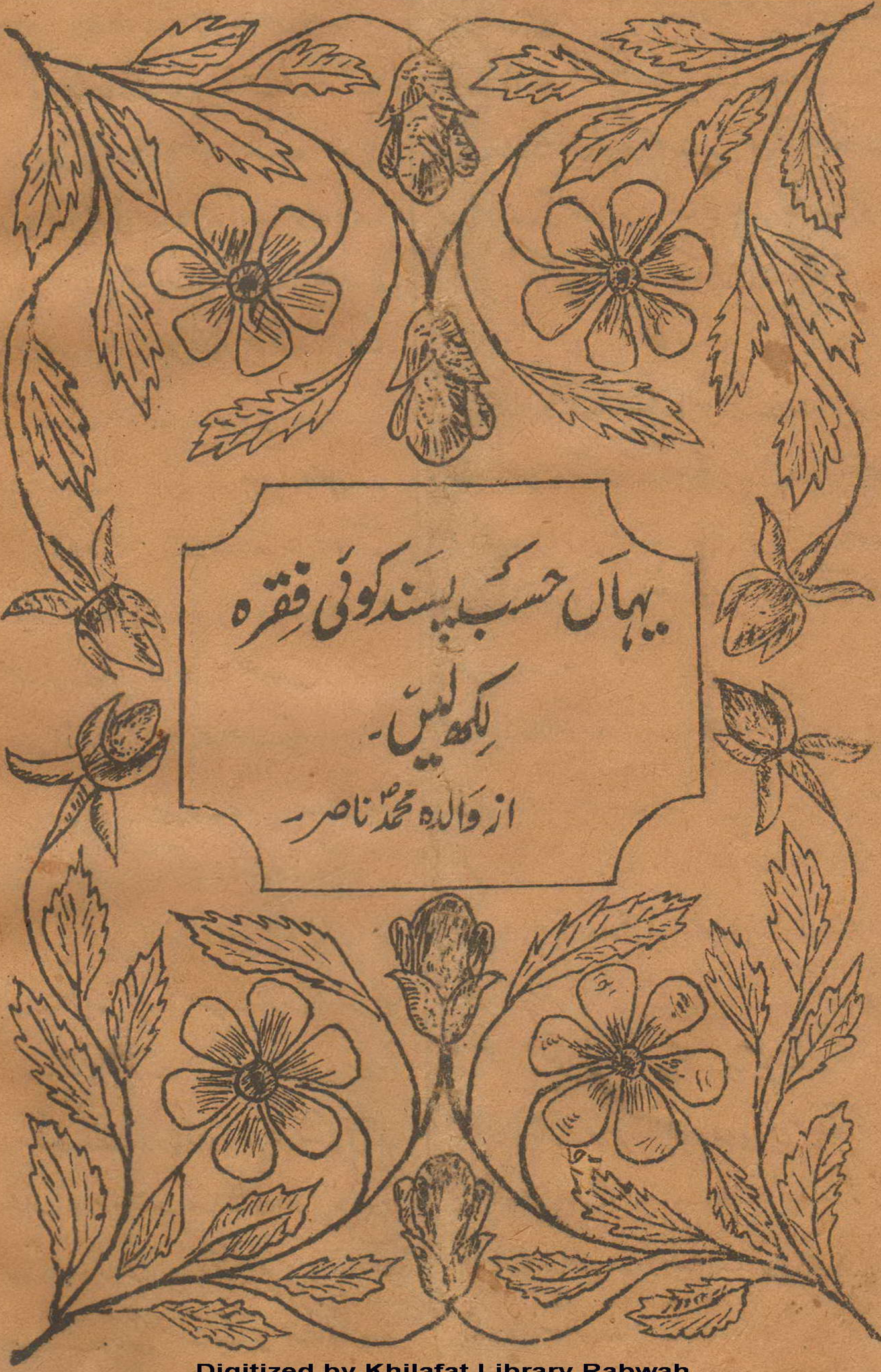

Digitized by Khilafat Library Rabwah